(صرف احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے)

ظہور امام مہدی

اور

شیعہ مسلک

The Advent of Imam Mahdi

and

Shiites

Language: Urdū

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

امام مہدی کے بارہ میں شیعہ عقیدہ یہ ہے کہ ان کے بارہویں امام حضرت محمد علیہ السلام جو حضرت حسن عسکری علیہ السلام (متوفی ۲۶۰ھ) گیارہویں امام کے صاحبزادے تھے اور نو سال کی عمر میں دشمنوں کے خوف سے عراق کے علاقہ سامرہ کے شہر سُرَّ مَنْ رَأٰی کے غار میں غائب ہوگئے ساڑھے گیارہ سَو سال سے ابھی تک زندہ ہیں وہی امام مہدی بن کر آئیں گے۔ حضرت عیسیٰؑ بھی آپ کے زمانہ میں اُتریں گے اور آپ کی قیادت میں اسلام کی خدمت کریں گے۔ (تحفۃ العوام مع توثیقات علمائے کرام صفحہ ۴ مطبوعہ لاہور)

شیعہ نقطۂ نظر کا پس منظر دراصل اہل بیت اور غیر اہل بیت کے مابین خلافت اور امامت کا نزاع ہے جس نے خلافت بنی امیہ کے زمانہ میں زور پکڑا۔ عباسی دور میں یہ اختلاف اور بڑھا۔ جب گیارہویں شیعہ امام حضرت امام حسن عسکریؑ کو حکومت کے خلاف سازش کے الزام میں گرفتار کیا اور زہر دلوا کر شہید کر دیا گیا۔ (بحارالانوار اُردو ترجمہ سید حسن امداد صاحب جلد ۹ صفحہ ۳۳۰ تا ۳۳۱ مطبوعہ کراچی)

حضرت امام حسن عسکریؑ فرماتے تھے کہ میرا ایک بیٹا ہوگا جو زمین کو عدل سے بھر دے گا۔ (بحارالانوار اُردو جلد ۹ صفحہ ۲۴۴ مطبوعہ کراچی)

چنانچہ جب آپ کے ہاں امام محمد پیدا ہوئے تو ان کے بارے میں حضرت امام حسن عسکریؑ نے اپنے خاص مریدوں علامہ ابوسہل نوبختی وغیرہ کے سامنے یہ توقع ظاہر کی کہ آپ کا یہ بیٹا مہدی ہوگا۔

(بحارالانوار جلد ۱۳ فارسی صفحہ ۴۰۷ باب ۲۳ مطبوعہ طہران)

حکومت وقت کی عداوت کے پیش نظر امام حسن عسکری کی زندگی میں ہی اس بچے کی حفاظت کی خاطر انہیں روپوش کر دیا گیا۔ البتہ والد کی وفات پر وہ ان کا جنازہ پڑھانے کیلئے ظاہر ہو کر پھر روپوش ہوگئے۔ چنانچہ عباسی خلیفہ معتمد نے امام محمد کی تلاش کا حکم دیا اور دو سال تک ان کے والد کی میراث کی تقسیم کو بھی ملتوی رکھا مگر ان کا کوئی پتہ نہ ملا۔

(بحارالانوار اُردو جلد ۹ صفحہ ۳۳۴ تا ۳۴۷ مطبوعہ کراچی)

لیکن امام موصوف سے شیعہ ارباب اختیار کا رابطہ رہا۔ روپوشی کے اس زمانہ کو جو ۴۰ تا ۷۰ سال بیان کیا جاتا ہے غیبوبت صغریٰ سے موسوم کیا جاتا ہے جس میں ان کے مریدان خاص ان سے ملاقات کر کے تحریری احکامات حاصل کرتے رہے۔ (اکمال الدین صفحہ ۴۱۸۔۴۱۹ مطبوعہ نجف)

یہ سلسلہ ۳۲۹ھ میں اختتام کو پہنچا جب امام صاحب کا یہ رابطہ بھی مریدوں سے منقطع ہوگیا جسے بعض شیعہ علماء موت کا نام دیتے ہیں۔ چنانچہ

ایک مشہور شیعہ فاضل علامہ ابوسہل نوبختی اور آپ کے ہم مسلک بعض لوگوں کا عقیدہ ہے کہ غیبوبت صغریٰ میں بارہویں امام، حضرت امام حسن عسکریؒ کے صاحبزادے وفات پا چکے ہیں۔ (فہرست ابن الندیم اُردو صفحہ ۴۲۸ مطبوعہ لاہور)

گویا علامہ نوبختی کے نزدیک غیبوبت صغریٰ کے انقطاع یا خاتمہ سے مراد ''امام غائب'' کی طبعی موت ہے۔ مگر چونکہ امام غائب سے غیبوبت صغریٰ یا روپوشی کے اس زمانہ میں مہدی ہونے کا کوئی دعویٰ ظہور میں نہ آیا جس کی شیعہ امیدیں لگائے بیٹھے تھے تو ان کی وفات کے بعد آپ کے ماننے والوں میں یہ عقیدہ مشہور ہو گیا کہ وہ فوت نہیں ہوئے بلکہ پہلے سے بڑی غیبوبت میں چلے گئے جسے غیبوبت کبریٰ کا نام دیا جاتا ہے اور جس کے بارے میں شیعہ عقیدہ ہے کہ اس میں امام غائب تو لوگوں کو دیکھتے ہیں مگر لوگ ان کو نہیں دیکھ سکتے۔ (الشافی ترجمہ اصول کافی جلد ۲ صفحہ ۲۹۶ مطبوعہ کراچی ۱۹۸۸ء)

اور وہ غار میں زندہ موجود ہیں اور پیش گوئیوں کے مطابق مہدی بن کر لمبی غیبوبت کے بعد ظاہر ہوں گے۔ (اکمال الدین صفحہ ۴۴۸ نجف)

حقیقت یہ ہے کہ لمبی غیبوبت کے بعد امام غائب کے ظاہر ہونے سے مراد دراصل فیج اعوج کے لمبے وقفہ اور دور ضلالت کے بعد ان کا ظہور تھا ورنہ امام غائب کے اپنے زمانہ کی طبعی عمر پانے کے بعد زندہ موجود ہونے کا عقیدہ بھی حضرت عیسیٰؑ کے آسمان پر زندہ موجود ہونے کی طرح کا عقیدہ ہے اور یہ دونوں عقیدے دراصل تیسری صدی کے بعد کے اس تاریک دور کی پیداوار ہیں جس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ وہ فتنہ وفساد کا دور ہے اور اس زمانہ کے لوگوں کا میرے ساتھ اور میرا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ (اکمال الدین صفحہ ۲۶۴ مطبع حیدریہ نجف)

امر واقعہ یہ ہے کہ ساڑھے گیارہ سو سال سے امام غائب کے غار میں زندہ موجود ہونے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انیس سو سال سے آسمان پر زندہ موجود ہونے کا عقیدہ نہ صرف خلاف سنت الٰہی اور خلاف عقل ہے بلکہ خلاف قرآن بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ ہم نے آپ سے پہلے کسی انسان کو ہمیشگی اور غیر طبعی عمر نہیں بخشی پھر آپ فوت ہو جائیں تو دوسرے کیسے غیر طبعی عمر پا سکتے ہیں۔ (الانبیاء:۹) اور پھر قرآن شریف یہ فیصلہ بھی سناتا ہے کہ جو مر جائیں وہ کبھی دنیا میں واپس نہیں آتے۔ (الانبیاء:۹۶)

پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں یا امام غائب ان کی جسمانی واپسی کا عقیدہ خلاف قرآن بھی ہے اور خلاف عقل بھی۔ قرآن شریف سے ہمیں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ نبی اور امام کا کام خدا کے حکم سے ہدایت دینا ہوتا ہے۔ (الانبیاء:۷۴) اور خدا کا پیغام پہنچانے میں وہ ہرگز خوف نہیں کھاتے۔ (الاحزاب:۴۰) اس کے باوجود اگر کوئی امام زندہ ہوتے ہوئے غائب ہے اور اپنی قوم میں ہدایت اور امامت کا کام انجام نہیں دے رہا اور دشمن کے خوف سے روپوش ہے تو وہ قطعاً امام کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔ دراصل آئمہ اہل بیت نے بھی جو بارہویں امام کی شکل میں امام مہدی کی خبر دی تو ان سے مراد ان جیسے ایک وجود کی آمد تھی۔

چنانچہ امام جعفر صادقؒ فرماتے ہیں کہ مہدی کو قائم اس لئے کہتے ہیں کہ وہ مرنے کے بعد کھڑا ہوگا۔ (بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۷)

اس پیشگوئی کا مطلب یہ تھا کہ اس امام کے ہمرنگ ایک اور امام آئے گا جو روحانی لحاظ سے اس کا ہم نام اور ہم خاصیت ہوگا۔ لیکن پیشگوئی میں مخفی یہ نکتہ عوام نے نہ سمجھا اور امام کے ظاہراً غار میں صدہا برس سے زندہ موجود ہونے کا اعتقاد کر لیا۔ یہ لوگ آج بھی غار کے دہانے پر جا کر ''اُخْرُجْ یَا مَوْلَانَا'' کی بے قرار التجائیں کرتے ہیں کہ اے ہمارے آقا! تشریف لائیے مگر گزشتہ ساڑھے گیارہ سو برس میں انہیں کوئی جواب نہیں آیا سوائے مایوسی کے اس جواب کے جو وہ غار گیارہ صدیوں سے بزبان حال کہہ رہا ہے کہ اس غار سے اب کوئی نہیں آئے گا۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر غار والا غائب مہدی نہیں تو پھر وہ کون ہے؟ اور کب آئے گا؟ اس کا جواب سورۃ جمعہ کی آیت ''واخرین منھم لما یلحقوا بھم'' کی تفسیر کرتے ہوئے ہمارے پیارے آقا ومولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال پہلے فرمایا تھا جب آپ سے سوال کیا گیا تھا کہ یا رسول اللہ! یہ آخرین کون ہیں جن میں آپ کی دوسری بعثت ہوگی۔ آپ نے حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ جب ایمان ثریا پر چلا جائے گا تو سلمان کی قوم میں سے بنو فارس اسے واپس لائیں گے۔ (تفسیر مجمع البیان از علامہ طبری زیر آیت: الجمعہ:۴)

اور یہ عجمی لوگ ہیں جن میں اللہ تعالیٰ امام مہدی کو دین کے زندہ کرنے اور ایمان قائم کرنے کیلئے بھیجے گا۔ اس کافی وشافی جواب نے یہ مسئلہ بھی حل کر دیا کہ امام مہدی کے اہل بیت ہونے سے محض ظاہری اور خونی رشتہ مراد تھا یا روحانی اور دینی رشتہ وتعلق مقصود تھا۔ کیونکہ ایک طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم نے ثریا سے ایمان لانے والے کو سلمان کی قوم میں سے قرار دیا تو دوسری طرف فرمایا کہ سلمان اہل بیت میں سے ہے۔

(تفسیر مجمع البیان از علامہ طبری زیر آیت انه لیس من اهلك۔ هود: ۴۷)

بلاشبہ اس ارشاد رسول میں اس دینی روحانی تعلق ہی کی طرف اشارہ ہے جس کے بارے میں حضرت امام جعفر صادقؒ فرماتے ہیں کہ تم میں سے جو شخص بھی تقویٰ اختیار کرے اور اصلاح کرے وہ اہل بیت میں سے ہے اور امام محمد باقرؒ فرماتے ہیں کہ جو ہم سے محبت کرے وہ اہل بیت میں سے ہے۔

(الصافی زیر آیت فمن تبعني فانه مني۔ ابراهیم: ۳۷)

پس قرآن شریف کی زبان اور روحانی اصطلاح میں اہل بیت کا محاورہ تمام مومنوں اور امتیوں کیلئے استعمال ہوتا ہے چنانچہ حضرت امام باقرؒ اور امام جعفر صادقؒ نے سورہ احزاب کی آیت ''وازواجه امهاتهم'' کی یہی تشریح کی ہے کہ ازواج رسول مومنوں کی مائیں اور نبی مومنوں کا باپ ہے۔

(الصافی: الاحزاب: ۷)

گویا تمام مومن اور متقی آل رسول میں شامل ہیں۔ جب کہ غیر صالح لوگ ظاہراً اہل بیت ہو کر بھی حقیقی اہل بیت نہیں رہتے۔ جیسے پسر نوح کو اس کی بدعملی کی وجہ سے اہل بیت سے خارج کر دیا گیا۔ (هود: ۴۷)

اس ساری بحث سے دو باتیں واضح ہیں۔ اوّل یہ کہ آخرین میں ایمان قائم کرنے والا وجود عربی نہیں ہوگا عجمی ہوگا لہذا محمد بن حسن عسکری وہ مہدی نہیں ہو سکتے۔ دوسرے آنے والے مہدی کے لئے ظاہراً اہل بیت میں ہونا ضروری نہیں امتی ہونا کافی ہے۔ ہاں سیرت واخلاق میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی وجہ سے روحانی لحاظ سے وہی حقیقی اہل بیت میں شمار ہوگا۔ (بحار الانوار عربی جلد ۱۳ صفحہ ۷ ادار الطباعہ حاجی ابراہیم تبریزی)

قرآن شریف اور احادیث سے امام مہدی کی آمد کے زمانے پر یہ روشنی پڑتی ہے کہ وہ ایمان کے اُٹھ جانے اور فتنہ وفساد کے زمانے میں آ کر امن اور ایمان قائم کرے گا۔ چنانچہ امیر المومنین حضرت علیؓ فرماتے ہیں امام مہدی لوگوں کی غفلت کے وقت ظاہر ہوگا اور حق کے مٹ جانے اور ظلم کے غالب آ جانے کے وقت ظاہر ہوگا۔ (بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۳۰)

جب کہ بارہ اماموں کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے وقت میں اسلام غالب رہے گا۔ لَایَزَالُ اَمْرُ اُمَّتِی ظَاهِرًا حَتّٰی یَمْضِیَ اثْنَتَیْ عَشَرَ خَلِیْفَةً۔ (اکمال الدین صفحہ ۲۶۸)

گویا بارہ اماموں کے گزر جانے کے بعد امت پر زوال شروع ہوگا۔ پس بارہویں امام کا تو غلبہ اسلام کے دور میں آنا مقدر ہے جب کہ امام مہدی نے اسلام کے تنزل کے وقت اسے غالب کرنے کیلئے آنا تھا۔ اس لئے شیعہ کا بارہواں امام مہدی نہیں ہوسکتا۔ تیرھویں امام کے بارہ میں یہ امید کی جاسکتی ہے۔

مزید برآں اہل شیعہ آخری زمانہ میں امام مہدی کے ساتھ حضرت عیسیٰؑ کا آسمان سے نازل ہونا بھی تسلیم کرتے ہیں حالانکہ قرآن شریف صاف طور پر تمام انبیاء بشمول عیسیٰؑ کی وفات کا اعلان کرتا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رسول ہیں اور آپ سے پہلے تمام رسول وفات پا چکے ہیں۔ پس کیا اگر آپ فوت ہو جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو کیا (اے مسلمانو!) تم دین سے پھر جاؤ گے۔ (آل عمران: ۱۴۵)

اور یہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ بعثت کی پیش گوئی ہے وہ بھی دراصل ان کی مثالی رنگ میں آمد سے تعلق رکھتی ہے یعنی آپ جیسے روحانی کمالات رکھنے والا ایک شخص آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ قرآن شریف میں بھی اس کی مثال موجود ہے جہاں اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو اپنی نعمتیں گنواتے ہوئے فرماتا ہے کہ ہم نے آل فرعون سے تمہیں نجات دی اور فرعون کو لشکر سمیت غرق کر دیا اور تم پر بادلوں کا سایہ کیا اور تمہارے لئے من وسلوٰی اُتارا اب اگر ان آیات کے ظاہری معنی کئے جائیں تو ماننا پڑے گا کہ جن کو آل فرعون سے نجات دی گئی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک زندہ تھے یا مرنے کے بعد پھر زندہ ہو کر آ گئے تھے یا پھر محاورہ زبان کے مطابق یہ سمجھا جائے کہ مجازی طور پر یہ ان کی نسل سے خطاب ہے جو اپنے آباء واجداد کے کاموں پر راضی ہیں گویا یہ وہی ہیں۔ یہی مثال انفرادی رنگ میں ابن مریم کے دوبارہ آنے کی ہے۔ چنانچہ سورہ نور کی آیت استخلاف نمبر ۵۶ میں بھی امت میں بنی اسرائیل کی طرح خلفاء پیدا ہونے کی خبر دی گئی ہے۔ حضرت امام زین العابدین کے نزدیک یہی خلیفہ امام مہدی ہوگا جس کا آیت استخلاف میں ذکر ہے۔ (تفسیر مجمع البیان از علامہ طبری۔ النور: ۵۶)

اسی طرح سورۃ توبہ کی آیت ۳۳ ''لیظهره علی الدین کله'' سے بھی ائمہ اثناعشریہ امام مہدی کا ظہور مراد لیتے ہیں جو اسلام کو تمام ادیان پر غالب کریں گے۔

(تفسیر قمی وتفسیر صافی توبہ: ۳۳)

پس عیسیٰ بن مریم ہی دراصل وہ خلیفہ اور مہدی ہیں جنہوں نے امت

میں پیدا ہوکر امام بننا تھا اور جن کے بارے میں رسول اللہ نے یہ خبر دی تھی کہ وہ حکم عدل بن کر ظاہر ہوں گے۔ (بحارالانوار جلد۱۳ باب زمانۂ صفحہ۱۹۷)

اس حدیث میں دنیا میں عدل کرنے والے کا نام عیسیٰ بتایا گیا ہے۔

حالانکہ حدیثوں میں یہ مہدی کا کام بیان ہوا ہے۔ آخری زمانہ میں آنے والے اس امام مہدی کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا تھا کہ لمبی غیبوبت کے بعد وہ انبیاء کے کمالات وصفات کا ذخیرہ لے کر آئے گا۔

(بحارالانوار جلد۱۳ صفحہ۷ باب ماورد من اخبار اللّٰہ)

حضرت امام باقر علیہ السلام نے یہ پیش گوئی فرمائی کہ وہ مہدی آدم، نوح، موسیٰ، عیسیٰ اور محمد ﷺ اور آئمہ اہل بیت ہونے کا دعویٰ کرے گا۔

(بحارالانوار جلد۱۳ صفحہ۲۰۲)

گویا تمام انبیاء کی صفات اور اخلاق اور برکات سے حصہ پائے گا اور عیسیٰ نام سے اس امام کو خاص اس لئے کیا گیا کہ اپنے زمانہ کے لحاظ سے وہ سب سے زیادہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مشابہ اور ان کی طرح چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہونے والا تھا۔

دراصل ایک ہی امام ہے جس کا آخری زمانہ میں اقوام عالم میں انتظار ہونا تھا اور اسے مسیح ابن مریم اور مہدی کے القاب سے نوازا جانا تھا۔ مہدی کے جتنے نام شیعہ روایات میں بیان ہوئے ہیں وہ سب صفاتی ہیں کیونکہ ذاتی نام بیان کرنے سے ممانعت فرمادی گئی۔ (بحارالانوار جلد۱۳ صفحہ۸)

گزشتہ زمانے میں جہاں تک ممکن ہے نظر ڈال کر دیکھیں ایسا کوئی دعویدار نظر نہیں آتا جس نے زمانے کی ضرورت کے وقت مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ بھی کیا اور نبی کریم ﷺ کی بیان فرمودہ تمام علامات اس کے وجود میں پوری ہوتی نظر آتی ہوں۔ سوائے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے جنہوں نے چودھویں صدی کے سر پر مسیح و مہدی ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ آپ کی ولادت جمعہ کو ہوئی جیسا کہ شیعہ مسلک کی پیش گوئیوں میں تھا۔ (بحارالانوار جلد۱۳ صفحہ۱۷۳)

مہدی کی ایک علامت یہ تھی کہ اسے اس طرح خلافت ملے گی کہ ایک سنگی خون بھی نہیں بہایا جائے گا۔ (ناسخ التواریخ جلد۱۰ کتاب اوّل صفحہ۱۸۵۔۱۸۶)

چنانچہ حضرت مرزا صاحب نے امن وآشتی کے ساتھ جہاد بالقرآن اور جہاد بالقلم کا حق ادا کر کے دکھادیا۔

امام مہدی کی ایک علامت یہ تھی کہ وہ کتاب اللہ اور سنت کے علم کی کان ہوگا۔ (بحارالانوار جلد۱۳ باب صفاتہ علیہ السلام صفحہ۹)

یہ علامت بھی حضرت مرزا صاحب کی ۸۰ سے زائد کتب سے ظاہر و باہر ہے جو دنیا کو حق وصداقت کی طرف دعوت دے رہی ہے۔

مہدی کے دو عظیم الشان گواہ چاند اور سورج مقرر کئے گئے تھے کہ جن کو رمضان کے مہینہ میں خاص تاریخوں میں گرہن لگنا تھا۔

(فروع کافی کتاب الروضہ صفحہ۱۰۰)

سو یہ نشان بھی ۱۳۱۱ ہجری بمطابق ۱۸۹۴ء میں بڑی شان کے ساتھ پورے ہوئے۔ (سول اینڈ ملٹری گزٹ ۷/اپریل ۱۸۹۴ء لاہور)

ان تمام علامات کے حضرت مرزا صاحب کے وجود میں پورا ہوجانے کے بعد شیعہ بھائیوں کے لئے لمحہ فکر یہ ہے کہ کہیں وہ اس مسیح و مہدی کا انکار تو نہیں کررہے جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اس کا انکار میرا انکار اور اس کی تصدیق میری تصدیق ہے۔

(بحارالانوار جلد۱۳ صفحہ۱۷)

ہاں وہ امام جس کے بارے میں آپؐ نے فرمایا کہ جب اسے دیکھو تو اس کی بیعت کرنا خواہ برف کے تودوں پر گھٹنوں کے بل چل کر اس کے پاس جانا پڑے کیونکہ وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے۔ (بحارالانوار جلد۱۳ صفحہ۲۱)

پس اس مہدی کو یوں جا کر سلام پہنچانا کہ اے علم کی کان اور رسالت کے سبط تجھ پر سلام۔ (بحارالانوار جلد۱۳ باب صفاتہ صلوٰۃ اللہ علیہ صفحہ۹)

پس اٹھو اور سلام کہو اس مہدی دوراں کو اور فدا کردو اپنے جان و مال اس مسیح زماں پر جس کا سب کچھ اپنے آقا و مولا محمد مصطفیٰ ﷺ پر قربان ہے۔

وہ مسیح و مہدی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی جن کے نزدیک حضرت علیؓ رحمان خدا کے سب سے زیادہ محبوب بندوں میں سے تھے۔

(سرّ الخلافہ روحانی خزائن جلد۸ صفحہ۳۵۸)

جو حضرت امام حسین کو سرداران بہشت میں سے سمجھتا ہے اور حضرت امام کے تقویٰ اور صبر اور استقامت اور زہد اور عبادت کو اپنے اور اپنی جماعت کے لئے اسوہ حسنہ قرار دیتا ہے۔ (مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ۵۴۴)

جس کے نزدیک ”آئمہ اثنا عشر یہ نہایت درجہ کے مقدس اور راست باز اور ان لوگوں میں سے تھے جن پر کشف صحیح کے دروازے کھولے جاتے ہیں“۔

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد۳ صفحہ۳۴۴)

اللہ ہمیں حق کو پہچاننے کی توفیق بخشے۔ آمین